

# صیہونیت کا انسانی زندگی کے لیے عدم احترام بیکو اچ نیفیش اور عظیم اسرائیل کی تلاش کے ساتھ تضاد

صیہونیت، جو 19 ویں صدی کے آخر میں تھیوڈور ہرزل کے تحت ایک قوم پرست تحریک کے طور پر ابھری، کو اکثر یہودی عوام کے لیے آزادی کی ایک نظریہ کے طور پر پیش کیا گیا ہے۔ تاہم، اس کی تاریخی رفتار ایک پریشان کن نمونہ ظاہر کرتی ہے جس میں اعمال اور بیانات انسانی زندگی۔ یہودی اور غیر یہودی دونوں کے لیے گہرے عدم احترام کو ظاہر کرتے ہیں۔ یہ مضمون یہ دلیل دیتا ہے کہ صیہونیت، 1947 کے اقوام متحدہ کے تقسیم کے منصوبے کو سرکاری طور پر قبول کرنے کے باوجود، کبھی بھی دو ریاستی حل کی خلوص نیت سے پیروی نہیں کی۔ اس کے بجائے، اس نے تاریخی فلسطین کی سرحدوں سے باہر تک پھیلنے والے عظیم اسرائیل کے وژن کو مسلسل آگے بڑھایا ہے۔ یہ عزائم نازی جرمنی کے ساتھ تعاون، جھوٹے پرچم کے آپریشنز، بین الاقوامی سفارت کاری کے رد، اور یہودیت کے بنیادی اخلاقی اصولوں کی خلاف ورزیوں کے ذریعے حاصل کیے گئے ہیں، جن میں بیکو اچ نیفیش۔ انسانی زندگی کو محفوظ رکھنے کی مقدس ذمہ داری شامل ہے۔

صیہونیت کی نظریاتی بنیاد جرمنی کے بلٹ انڈبوڈن ("خون اور مٹی") قوم پرستی کی عکاسی کرتی ہے، جو زمین کو ایک سنہری بچھڑے۔ ایک جھوٹے خدا۔ میں تبدیل کرتی ہے، اس طرح تورات کے اس حکم کی خلاف ورزی کرتی ہے کہ مسیحا کے آنے سے پہلے اسرائیل کی زمین کو زبردستی واپس نہ لیا جائے۔ اس نقطہ نظر سے، صیہونیت نہ صرف سیاسی غداری ہے بلکہ ایک دینی بدعت بھی ہے۔

## بیکو اچ نیفیش کے ساتھ تضاد: یہودیت کا اخلاقی دل

یہودی اصول بیکو اچ نیفیش۔ کہ انسانی زندگی کا تحفظ تقریباً تمام مذہبی احکام پر فوقیت رکھتا ہے۔ ہالاکہ اخلاقیات کا ایک بنیادی ستون ہے۔ سپیدائش 1:27 ("خدا نے انسان کو اپنی صورت پر بنایا") میں جڑی ہوئی اور سائیدرین 4:5 میں وسعت دی گئی ("جو ایک جان بچاتا ہے... وہ گویا پوری دنیا بچاتا ہے")، تلمود کی روایت (یوما 82a) اصرار کرتی ہے کہ حتیٰ کہ مقدس ممنوعات، جیسے کہ شبت اور یوم کیپور، کو زندگی بچانے کے لیے ایک طرف رکھنا چاہیے۔

اس کے باوجود، صیہونی رہنماؤں نے اس اصول کو بار بار ریاستی تعمیر کے مذبح پر قربان کیا ہے۔ اسرائیل کے پہلے وزیر اعظم ڈیوڈ بین-گوریون نے 1938 میں اس سرحد حساب کتاب کو بیان کیا:

< ”اگر مجھے معلوم ہوتا کہ جرمنی کے تمام بچوں کو انگلینڈ لے جا کر بچایا جا سکتا ہے، اور صرف نصف کو ایرتزیرائل منتقل کر کے، تو میں مؤخر الذکر کا انتخاب کروں گا... کیونکہ ہم نہ صرف ان بچوں کے حساب سے دوچار ہیں بلکہ یہودی عوام کے تاریخی حساب سے بھی ہیں“

(سنٹرل صیہونی آرکائیوز، S25/419)۔

فوری بقا پر آبادیاتی حکمت عملی کو ترجیح دینا میکواچ نیفیش کے ساتھ براہ راست متصادم ہے۔ یہ انسانوں۔ جن میں سے بہت سے بچے ہیں۔ کو ایک قومی منصوبے کے آلات تک کم کر دیتا ہے، جو یہودی اخلاقیات کی بنیادی روح کو کمزور کرتا ہے۔

صیہونی فوجی آپریشنز نے اسی طرح یہودی اور عرب دونوں کی جانوں کی پروا نہیں کی۔ کنگ ڈیوڈ ہوٹل پر بم دھماکہ (22 جولائی 1946) جو ارگون نے کیا، اس نے 91 افراد کو ہلاک کیا، جن میں 17 یہودی شامل تھے، باوجود اس کے کہ ٹیلیفون پر وارننگ دی گئی تھی۔ ارگون کے جنگجوؤں نے عربوں کے بھیس میں کام کیا، جو ایک ایسی حکمت عملی تھی جس نے الجھن اور شہریوں کے لیے خطرے کو بڑھایا (برطانوی انٹیلی جنس رپورٹ، 1946)۔ دیر یاسین قتل عام (9 اپریل 1948)، جو ارگون اور لیہی نے انجام دیا، اس نے 100 سے زائد عرب دیہاتیوں کو ہلاک کیا، پھر سے عربوں کے بھیس میں گھسنے کے لیے۔ دونوں واقعات حکمت عملی کے فائدے کے لیے یہودی ہلاکتوں کو قبول کرنے کی آمادگی کو ظاہر کرتے ہیں۔

آج، یہ عدم احترام غزہ میں نسل کشی میں اپنے عروج پر پہنچ چکا ہے۔ اقوام متحدہ کے اداروں، ایمنسٹی انٹرنیشنل (5 دسمبر 2024) اور ڈاکٹرز و ڈاؤٹ بارڈرز (11 جولائی 2025) کے مطابق، 40,000 سے زائد فلسطینی ہلاک ہو چکے ہیں۔ غزہ کی 80 فیصد سے زیادہ بنیادی ڈھانچہ تباہ ہو چکا ہے (وکی پیڈیا، ”غزہ نسل کشی“، 17-07-2025)، اور 1.9 ملین افراد بے گھر ہو چکے ہیں (UN OCHA، 2025)۔ ایسی تباہی میکواچ نیفیش کی کھلم کھلا خلاف ورزی کرتی ہے، جو علاقائی اور نظریاتی مقاصد کے لیے انسانی زندگی کی منظم کم قدری کو عکاسی کرتی ہے۔

## دور ریاستی حل کا رد: عظیم اسرائیل کا دیر پا ہدف

اگرچہ یہودی ایجنسی نے 1947 کے اقوام متحدہ کے تقسیم کے منصوبے کو عوامی طور پر قبول کیا تھا، صیہونی قیادت اسے ایک حکمت عملی کی رعایت کے طور پر دیکھتی تھی۔ بین-گوریون نے ووٹنگ کے چند دن بعد کہا:

< ”منصوبے کی قبولیت ایک حکمت عملی کا قدم اور پورے فلسطین پر مستقبل کی علاقائی توسیع کا ایک نقطہ آغاز ہے۔“  
(وکی پیڈیا، ”اقوام متحدہ کا فلسطین کے لیے تقسیم کا منصوبہ“، 02-07-2025)۔

ریورٹنسٹ صیہونی، جیسے زیف جوٹسکی، زیادہ واضح تھے۔ 1935 میں، بیتار کے نوجوانوں سے خطاب کرتے ہوئے، انہوں نے اعلان کیا:

< ”ہمیں فلسطین میں ایک لوہے کی دیوار بنانی چاہیے، اور اگر کمزور یا نااہل اسے توڑ نہ سکیں، تو انہیں سچھے چھوڑ دینا چاہیے۔“  
(جوٹسکی آرکائیوز، 2/12/1)۔

اقوام متحدہ کے ثالث کاؤنٹ فالکے برناڈوٹ کا لیہی کے ہاتھوں 17 ستمبر 1948 کو قتل۔ کچھ علاقوں کو عرب کنٹرول میں واپس کرنے کی تجویز کے فوراً بعد۔ نے صیہونیوں کے پرامن بقائے باہمی کے رد کو مزید واضح کیا۔ برناڈوٹ نے ہو لوکاسٹ کے دوران ہزاروں یہودیوں کو بچایا تھا۔ تاہم، چونکہ ان کی سفارت کاری عظیم اسرائیل کے وژن میں مداخلت کر رہی تھی، اسے قتل کر دیا گیا۔

یہ عزائم آج بھی بستیوں کی توسیع، فلسطینی زمین کی الحاق، اور فوجی غلبہ کے ذریعے جاری ہیں۔ 1967 سے، فلسطینی علاقہ بستیوں کی وجہ سے 40 فیصد سے زیادہ کم ہو چکا ہے (کارنیگی انڈومنٹ، 2024)، اور غزہ کی تباہی اب فتح کے نقشے کو مکمل کرتی ہے۔

## جھوٹے پرچم کے آپریشنز: بیانیہ کنٹرول کے لیے زندگیوں کی قربانی

صیہونی گروہوں نے بین الاقوامی رائے عامہ کو ہیر پھیر کرنے اور عربوں پر الزام لگانے کے لیے بار بار جھوٹے پرچم کی حکمت عملی استعمال کی۔ ارگون کانگ ڈیوڈ ہوٹل پر بم دھماکہ، جس میں عربوں کے روپ میں ایجنٹ شامل تھے، برطانوی انٹیلی جنس نے دستاویزی کیا (برطانیہ کا قومی آرکائیوز، 1946)۔ جولائی 1947 میں، ارگون نے دو برطانوی سارجنٹس کی پھانسی کے دوران عربی زبان کے نشانات نصب کیے تاکہ عربوں پر الزام لگایا جاسکے (MI5 فائلز، 2006)۔ لاوون افیئر (1954) نے اس نمونے کو بڑھایا: مصر میں اسرائیلی ایجنٹس، عربوں کے روپ میں، برطانوی۔ مصری تعلقات کو سبوتاژ کرنے کے لیے مغربی اہداف پر بمباری کی۔ چار ایجنٹ ہلاک ہوئے، اور آپریشن کے بے نقاب ہونے سے تقریباً سفارتی تباہی ہوئی (وکی پیڈیا، ”لاوون افیئر“،

-(01-04-2025)

یہ واقعات عرب اور یہودی دونوں کی جانوں کے تئیں بے حسی کو ظاہر کرتے ہیں۔ جہاں اموات کو بیانیہ کو آگے بڑھانے کے لیے حکمت عملی کے طور پر قبول کیا جاتا ہے۔ یہی حکمت عملی آج ظاہر ہوتی ہے جب اسرائیل غزہ میں ہر مزاحمت کو ”دہشت گردی“

کے طور پر لیبل کرتا ہے، حتیٰ کہ اقوام متحدہ کے پناہ گاہوں اور امدادی مقامات پر شہریوں کو نشانہ بناتے ہوئے، متاثرین کو خطرہ بنا کر تباہی کو جائز قرار دیتا ہے۔

## نازی جرمنی کے ساتھ تعاون: صیہونیت کا اصل گناہ

شاید میکواچ نیفیش کے ساتھ سب سے زیادہ مذموم تضاد صیہونیت کے نازی جرمنی کے ساتھ ابتدائی تعاون میں مضمر ہے۔ ہاوارا معاہدہ (25 اگست 1933)، جو جرمنی کی صیہونی فیڈریشن اور نازی رژیم کے درمیان دستخط کیا گیا، نے 50,000 سے زائد یہودیوں اور ان کے اثاثوں کی فلسطین منتقلی کی سہولت دی۔ اس نے امریکی یہودی کانگریس اور دیگر کے ذریعہ اعلان کردہ جرمنی کے عالمی یہودی بائیکاٹ کو مؤثر طریقے سے توڑ دیا (ڈیلی ایکسپریس، 24 مارچ 1933: ”یہودیہ نے جرمنی کے خلاف جنگ کا اعلان کیا“)۔

صیہونی رہنماؤں نے اجتماعی بچاؤ پر نوآبادیاتی ترجیح دی۔ یہودی ایجنسی کے بچاؤ کمیٹی کے سربراہ تیزحاک گروبنام نے 1943 میں کہا:

< ”اگر ہم یورپ سے یہودیوں کو بچانے کے لیے فنڈز کو موڑ دیتے ہیں، تو ہم فلسطین میں صیہونی منصوبے کو کمزور کریں گے۔ اسرائیل کی سرزمین پر ایک گائے پولینڈ کے تمام یہودیوں سے زیادہ قیمتی ہے۔“  
(یادو شم آرکائیوز، M-2/23)۔

یہ افادی حساب کتاب۔ ایک مستقبل کی ریاست کے لیے لاکھوں کی قربانی۔ ایک ہی زندگی کی لاش تباہی قدر کے بارے میں یہودی تعلیمات کے براہ راست مخالف ہے۔

## بی ڈی ایس، دی ہیگ گروپ، اور ایک عصری اخلاقی حساب کتاب

1933 کے بائیکاٹ کی ہاوارا کے ذریعہ خیانت، بوانکاٹ، ڈی ویسٹمنٹ، اور سینکشنز (بی ڈی ایس) تحریک کی مخالفت میں ایک جدید بازگشت پاتی ہے۔ بی ڈی ایس، جو اب اقوام متحدہ کے رپورٹروں، ایمنسٹی انٹرنیشنل، اور ڈاکٹرز و ڈاؤٹ بارڈرز کے ذریعہ غزہ میں نسل کشی کی روشنی میں حمایت یافتہ ہے، کا مقصد قبضہ اور اپارٹھائیڈ کا خاتمہ ہے۔ دی ہیگ گروپ کی 16 جولائی 2025 کی پابندیوں۔ جن میں ہتھیاروں کی پابندی اور بندرگاہ کی پابندیاں شامل ہیں۔ پہلا بڑا بین الاقوامی نفاذ کا میکانزم ہے۔ جبکہ 1933 کا بائیکاٹ ریاستی حمایت سے محروم تھا اور صیہونی تعاون سے سبوتاژ کیا گیا تھا، بی ڈی ایس اب بین الاقوامی قانونی ڈھانچوں سے

تقویت یافتہ ہے۔ تاہم، امریکہ ہر سال اسرائیل کو 3.8 بلین ڈالر کی فوجی امداد بھیجتا رہتا ہے (2025 بجٹ) اور بین الاقوامی فوجداری عدالت کے پراسیکیوٹر اور کچھ ججوں کے ساتھ ساتھ مقبوضہ فلسطینی علاقوں کے لیے اقوام متحدہ کی خصوصی رپورٹر فرانسیسکا البانیس پر پابندیاں عائد کر چکا ہے، جو بنیادی اخلاقیات اور جیوپولیٹیکل مفادات کے درمیان ایک اخلاقی تعطل کو ظاہر کرتا ہے۔

## دینی پابندی: زمین کو زبردستی واپس لینا بت پرستی کے طور پر

تورات یہودیوں کو مسیحا کے آنے سے پہلے اسرائیل کی زمین کو زبردستی واپس لینے سے منع کرتی ہے۔ یرمیاہ 29:7 حکم دیتا ہے: < "اس شہر کی امن اور خوشحالی کی تلاش کرو جہاں میں نے تمہیں جلا وطن کیا ہے... کیونکہ اگر وہ خوشحال ہوا، تو تم بھی خوشحال ہو گے۔"

یہ تعلیم کیتوبوت 111a میں "تین قسموں" کے طور پر کوڈیفائی کی گئی ہے:

1. یہودی زمین پر "دیوار کی طرح" (یعنی زبردستی) نہیں چڑھنا چاہئیں۔
2. وہ قوموں کے خلاف بغاوت نہیں کرنا چاہئیں۔
3. قومیں اسرائیل کو ضرورت سے زیادہ ظلم نہیں کرنا چاہئیں۔

راشی اور بہت سے دانشوروں نے ان قسموں کو قبل از وقت خود مختاری کی واپسی پر پابندی کے طور پر تعبیر کیا، خبردار کیا کہ ایسی نافرمانی الہی سزا کا باعث بنے گی۔ ربی جونل ٹیٹلبام نے واپس لینے کے موٹے میں صیہونیت کو بدعت قرار دیا اور خبردار کیا کہ یہ تباہی کا باعث بنے گی۔

صیہونیت کی ان قسموں کی خلاف ورزی قومی خواہشات کو دینی جرم میں بدل دیتی ہے۔ جیسے اسرائیلیوں نے خروج 32 میں سنہری پچھڑے کی پوجا کی۔ الہی وقت کے تبادلے کی تعمیر کی۔ صیہونیت تشدد اور خون کے ذریعے ایک قبل از وقت "نجات" بناتی ہے۔ "عظیم اسرائیل" کی نظریہ بلٹ انڈ بوڈن قوم پرستی کی عکاسی کرتی ہے: یہ عقیدہ کہ شناخت خون کی نسلوں اور علاقائی غلبہ سے اخذ ہوتی ہے (Marxists.org, "Blut und Boden")۔

اس طرح، صیہونیت پیکو اچ نیفیش کو ترک کر دیتی ہے، زندگی کی تقدیس کو زمین کی بت پرستی سے بدل دیتی ہے۔

## نتیجہ: صیہونیت کی اخلاقی اور دینی ناکامی

صیہونیت کی تاریخ۔ اس کے نازیوں کے ساتھ تعاون، پرامن سفارت کاری کے رد، جھوٹے پرچم کے آپریشنز، اور انسانی زندگی کے لیے حکمت عملی سے عدم احترام کے ذریعے۔ یہودی اخلاقیات کے ساتھ گہری خیانت کی تشکیل دیتی ہے۔ اس کی نظریاتی جڑیں تورات کی طرف سے مذمت کردہ قوم پرستانہ بت پرستی کی عکاسی کرتی ہیں۔ میکواچ نیفیش کی خلاف ورزیاں۔ بین۔ لوریوں کے سرد حسابات سے لے کر غزہ میں نسل کشی تک۔ یہودیت کے اخلاقی بنیادی ڈھانچوں کو کمزور کرتی ہیں۔

تورات کے مطابق، حقیقی یہودی نجات فتح کے ذریعے نہیں، بلکہ عاجزی، انصاف، اور الہی وقت کے ذریعے آتی ہے۔ اس وقت تک، زندگی کا تحفظ۔ زمین کا نہیں۔ سب سے اعلیٰ حکم ہونا چاہیے۔